سوال

(19)پانچ نمازوں کی فرضیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پانچ نمازوں کی فرضیت

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

ارکان اسلام میں کلمہ شہادت کے بعد نماز کی اہمیت اور تاکید سب سے زیادہ ہے۔ نماز عبادت کی کامل اور حسین صورتوں کا مجموعہ ہے۔ نماز عبادات کی بہت سی اقسام پر مشتمل ہے، جیسے ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، قیام، رکوع، سجدہ، دعا، تسبیح اور تکبیر وغیرہ۔ نماز بدنی عبادات کی چوٹی ہے۔ اللہ کے رسولوں میں سے کسی کی شریعت نماز سے خالی نہ تھی۔ جملہ احکام شرعیہ میں نماز کا یہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ختم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت فرض کی جب آپ معراج کی رات آسمان پر گئے تھے۔[1]

یہ خوبی نماز کی عظمت، اس کی اہمیت اور اللہ تعالی کے ہاں اس کا بلند مرتبہ ومقام کا ہونا واضح کرتی ہے۔

ہر شخص پر نماز کی فضیلت اور نماز کی فرضیت سے متعلق بہت سی احادیث آتی ہیں حتیٰ کہ دین اسلام میں نماز کی فرضیت بدیہی معلوم ہوتی ہے۔ اس کا منکر مرتد ہے جسے توبہ کا موقع دیا جائے گا، اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اس کو قتل کرنے پر امت مسلمہ کے علماء کا اتفاق ہے۔

نماز کو عربی زبان میں "صلاۃ" کہتے ہیں جس کا لغوی معنی "دعا" ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَصَلِّ عَلَيْهِمْ) "اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! انھیں دعا دیجئے۔"

نماز کا شرعی اور اصطلاحی معنی: وہ مخصوص اقوال وافعال ہیں جن کی ابتدا اللہ اکبر سے اور انتہا سلام پھیرنے سے ہوتی ہے۔ "چونکہ نمازی نماز میں عبادت، ثنا اور طلب ودرخواست کی شکل میں اللہ کے حضور دعا میں مشغول رہتا ہے، اس لیے نماز کو عربی زبان میں "صلاۃ" کہا جاتا ہے۔

ہجرت سے پہلے معراج کی رات (ہر عاقل، بالغ مسلمان پر دن رات میں) پانچ نمازیں فرض ہوئیں جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

إِنَّ الصَّلوٰةَ كانَت عَلَى المُؤمِنينَ كِتـٰبًا مَوقوتًا ١٠٣ ... سورة المائدة

"یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔"[2]

وہ اوقات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے واضح کردیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ... ٥ ... سورة البينة

"انھیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں یکسو ہوکر، اور نماز کو قائم کریں۔"[3]

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ "نماز قائم کرو۔" کے الفاظ متعدد بار ذکر کرکے نماز کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ ایک مقام پر فرمایا:

قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ... ٣١ ... سورة ابراهيم

"میرے ایمان دار بندوں سے کہہ دیجئے کہ نماز کو قائم کریں۔"[4]

سورہ روم میں فرمایا:

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ١٧ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ١٨ ... سورة الروم

"پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو(17) تمام تعریفوں کے لائق آسمان وزمین میں صرف وہی ہے تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگی بیان کرو)"[5]

جب کسی عاقل بالغ مسلمان پر نماز کا وقت آجائے تو اس پر نماز فرض ہوجاتی ہے، البتہ اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہو تو اس پر نماز فرض نہیں ہوتی اور نہ طہارت کے بعد اس کی قضا ہے۔

سویا ہوا جب بیدار ہو یا بے ہوش شخص جب ہوش میں آجائے تو ان پر قضا دینا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ١٤ ... سورة طه

"اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَن نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا"

"جو شخص نماز بھول گیا یا سوگیا تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آئے نماز ادا کرلے۔"[7]

(1)۔ چھوٹے بچے کے سرپرست کے لیے ضروری ہے کہ جب بچہ سات برس کا ہوجائے تو اسے نماز کی تلقین کرے باوجود یہ کہ اس پر نماز فرض نہیں لیکن سرپرست اس کا اہتمام ضرور کرے، اسے نماز کا عادی بنائے، اس سے بچے اور اس کے سرپرست دونوں کو اجر وثواب ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عام ہے:

مَن جاءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهُ عَشرُ أَمثالِها... ١٦٠ ... سورة الانعام

"جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے۔" [8]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت چھوٹا بچہ لے کر آئی اور پوچھا: کیا اس کا حج ہو گا؟ آپ نے فرمایا:

"نَعَم ولَكِ أَجْر"

"ہاں! اور تیرے لیے اجر ہے۔" [9]

سرپرست اور ولی کو چاہیے کہ بچے کو نماز اور طہارت کے مسائل کی تعلیم دے۔ اگر بچے کی عمر دس برس کی ہو جائے اور وہ نماز میں سستی کرے تو سرپرست اسے مار کر نماز پڑھائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"مُرُوا أَولادَكُم بِالصَّلاةِ وَهُم أَبناءُ سَبعِ سِنِينَ، وَاضرِبُوهُم عَلَيها وَهُم أَبناءُ عَشرٍ، وَفَرِّقُوا بَينَهُم فِي المَضاجِعِ"

"تمہارے بچے سات برس کے ہوں تو انھیں نماز کی تلقین کرو۔ جب دس برس کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انھیں مارو۔ اور ان کے بستر الگ الگ کر دو۔" [10]

(2)۔ نماز کا وقت ہو جائے تو اس کی ادائیگی میں تاخیر جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كانَت عَلَى المُؤمِنينَ كِتـٰبًا مَوقوتًا ١٠٣ ... سورة المائدة

"یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔" [11]

البتہ سفر وغیرہ میں ظہر کو عصر اور مغرب کو عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھنے کی رخصت ہے۔ لیکن رات کی نماز کو دن میں یا دن کی نماز کو رات میں ادا کرنا درست نہیں۔ اسی طرح نماز فجر کو طلوع آفتاب کے بعد (بلاوجہ) پڑھنا کسی صورت میں (جنابت ہو یا نجاست) جائز نہیں، بلکہ ممکن حد تک اسے جلدی ادا کرنا چاہیے۔

بعض نادان لوگ علاج کی خاطر جب ہسپتال میں بیڈ پر ہوتے ہیں اور وضو کرنے کے لیے نیچے اتر نہیں سکتے یا ناپاک کپڑے تبدیل نہیں کر سکتے یا ان کے پاس تیمم کے لیے مٹی موجود نہیں ہوتی یا انھیں پانی یا مٹی مہیا کرنے والا کوئی ساتھی نہیں ہوتا تو اس حالت میں نماز کو مؤخر کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہمارا عذر ختم ہو جائے گا تو تب نماز ادا کر لیں گے۔ اس طرح بسا اوقات وہ کئی ایک نمازیں چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی اور خطا ہے اور نماز کا ضائع کرنا ہے، جس کا سبب لاعلمی اور مسائل دریافت نہ کرنا ہے۔ ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ ہر حال میں وقت پر نماز ادا کرے اور وہ اسے کفایت کر جائے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) اگرچہ اس مجبوری کی حالت میں وہ تیمم نہ کر سکا یا ناپاک کپڑے تبدیل نہ ہو سکے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا استَطَعتُم ١٦ ... سورة التغابن

"جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔" [12]

اگر کسی مریض نے (جو قبلہ کی طرف رخ نہیں کر سکتا) غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر لی تو اس کی نماز درست اور صحیح ہو گی۔

جس شخص نے نماز کی فرضیت واہمیت کا انکار کیے بغیر محض سستی اور کوتاہی سے نماز چھوڑ دی تو اس نے (اہل علم کی صحیح رائے کے مطابق) کفر کا ارتکاب کیا۔ اس بارے میں ایک دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بين العبد وبين الكفر ترك الصلاة"

"آدمی اور اس کے کفر کے درمیان فرق، نماز کا چھوڑنا ہے۔" [13]

جو شخص نماز کا تارک ہو، اس کے اس عمل کی عام تشہیر کرنی چاہیے حتیٰ کہ اس رسوائی سے شرمندہ ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔ اگر وہ نماز ادا نہ کرے تو اسے سلام نہ کہا جائے، اس کی دعوت قبول نہ کی جائے حتیٰ کہ توبہ کرے اور نماز قائم کرے۔ کیونکہ نماز دین کا ستون ہے اور یہی عمل مسلمان اور کافر کے درمیان فرق وامتیاز کرنے والا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص جب تک نماز ضائع کرتا رہے گا، اس کا کوئی عمل بھی نفع مند اور مفید نہ ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

اذان اور اقامت کے احکام

کتب احادیث میں پانچ نمازوں کی ادائیگی کے اوقات مقرر ہیں۔ ان اوقات سے پہلے نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ چونکہ اکثر لوگوں کو نماز کا وقت ہو جانے کا علم نہیں ہوتا یا کسی کام میں اس قدر مشغول ہوتے ہیں کہ نماز کی طرف ان کی توجہ نہیں رہتی۔ ان وجوہات کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اذان کو مشروع فرمایا ہے۔ تاکہ لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع ہو جائے۔

(1)۔ اذان کا حکم ہجرت کے پہلے سال ہی جاری ہو گیا تھا۔ اس کی مشروعیت کا یہ سبب تھا کہ عام لوگوں کو نماز کے وقت کا علم نہ ہوتا تھا، چنانچہ اس کے لیے انھوں نے کوئی علامت مقرر کرنے کے لیے باہم مشورہ کیا۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں وہ کلمات بتائے گئے جو وحی کے ذریعے اذان کی صورت میں مقرر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا إِذا نودِىَ لِلصَّلوٰةِ مِن يَومِ الجُمُعَةِ فَاسعَوا إِلىٰ ذِكرِ اللَّهِ وَذَرُوا البَيعَ ذٰلِكُم خَيرٌ لَكُم إِن كُنتُم تَعلَمونَ ٩ ... سورة الجمعة

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو" [14]

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذا نادَيتُم إِلَى الصَّلوٰةِ... ٥٨ ... سورة المائدة

"اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو۔" [15]

(2)۔ اذان اور اقامت ہر ایک میں ذکر کے مخصوص کلمات ہیں جو عقیدہ ایمان پر مشتمل ہیں، اذان کے ابتدائی کلمات میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کے جلال وعظمت کا ذکر ہے۔ پھر توحید باری تعالیٰ کا اثبات اور ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار واعلان ہے۔ پھر نماز (جو دین اسلام کا ستون ہے) کی ادائیگی کی طرف دعوت عام ہے۔ پھر اس کامیابی کی طرف دعوت ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتوں کی صورت میں جنت میں ملے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی کبریائی وبزرگی کے اعلان کا تکرار ہے۔ اور آخر میں وہ کلمہ اخلاص ہے جسے سب سے افضل اور اعلیٰ ذکر قرار دیا گیا ہے جس کا وزن اس قدر ہے کہ اگر اس کا مقابلہ وموازنہ سات آسمانوں سے اور جو مخلوقات ان میں ہیں اور سات زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے، سے کیا جائے تو یہ کلمہ وزن کے لحاظ سے بڑھ جائے۔

(3)۔ اذان کی فضیلت میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"الْمؤذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعنَاقًا يومَ الْقِيامة"

"روز قیامت موذنوں کی گردنیں سب سے اونچی ہوگی۔" [16]

(4)۔ اذان اور اقامت فرض کفایہ ہے، یعنی ایسا حکم ہے جس کی ادائیگی تمام مسلمانوں پر فرض ہے، لیکن اگر اسے مناسب تعداد افراد ادا کردیں تو سب کی طرف سے کافی ہوگا۔ وہ گناہ گار نہ ہوں گے۔

(5)۔ اذان اور اقامت دونوں اسلام کے ظاہری شعار ہیں۔ یہ دونوں چیزیں صرف مردوں کے لیے پانچ نمازوں میں مشروع ہیں، وہ مقیم ہوں یا سفر کی حالت میں ہوں۔ جس ملک یا شہر کے لوگ اذان اور اقامت کو چھوڑدیں ان سے قتال ہوگا کیونکہ یہ اسلام کے ایسے ظاہری شعائر ہیں جنھیں چھوڑنا اہل اسلام کے لیے جائز نہیں۔

(6)۔ موذن کو ان اہم صفات کا حامل ہونا چاہیے:۔

1۔ اس کی آواز بلند اور اونچی ہو کیونکہ اس سے اعلان کا مقصد بہتر طور پر پورا ہوتا ہے۔

2۔ موذن قابل اعتماد اور امین شخص ہونا چاہیے کیونکہ نماز کا وقت ہوجانے اور روزہ رکھنے یا افطار کرنے میں اس کی اذان پر اعتبار و اعتماد کیا جاتا ہے۔

3۔ اسے وقت دیکھنا اور معلوم کرنا آتا ہوتا کہ اول وقت اذان کہہ سکے۔

(6)۔ اذان پندرہ جملوں سے پر مشتمل ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہمیشہ یہی اذان کہا کرتے تھے۔ مستحب یہ ہے کہ موذن اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے لیکن انھیں نہ زیادہ لمبا کرے اور نہ کھینچے۔ ہر جملے پر وقف کرے۔ اذان دیتے وقت وہ قبلہ رو ہو۔ اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالے تاکہ آواز مزید بلند ہوجائے۔ جب "حی علی الصلاۃ" کے کلمات کہے تو دائیں جانب منہ پھیرے۔ اسی طرح "حی علی الفلاح" کا جملہ کہے تو بائیں طرف چہرہ پھیرے۔ فجر کی اذان ہو تو "حی علی الفلاح" کے بعد "الصلاۃ خیر من النوم" کا جملہ دو مرتبہ کہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ وقت ایسا ہوتا ہے جس میں عموماً لوگ سوتے ہیں۔

(7)۔ موذن مسنون اذان کے شروع یا آخر میں کسی قسم کے الفاظ کا اضافہ نہ کرے کیونکہ یہ بدعت ہے، مثلاً: تسبیحات کہنا، اشعار پڑھنا، دعائیہ کلمات کہنا یا اذان سے پہلے یا بعد میں بلند آواز کے ساتھ "الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کہنا۔ یہ سب کام حرام اور بدعت ہیں۔ جو شخص ایسا کرے اس کی تردید کرنا ضروری ہے۔

(8)۔ اقامت گیارہ کلمات پر مشتمل ہے۔ اقامت کے کلمات قدرے جلدی جلدی کہے جائیں کیوکہ اقامت کا مقصد حاضرین کو نماز کے لیے کھڑے ہونے کی اطلاع دینا ہے، اس لیے اقامت کو آہستہ آہستہ اور بلند آواز سے کہنے کی ضرورت نہیں۔ مستحب یہ ہے کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔ اقامت امام کی اجازت سے کہی جائے کیونکہ اقامت کا دارومدار امام کی صوبدید پر ہے، لہذا جب امام کی طرف سے اشارہ ہو تب اقامت کہی جائے۔

(9)۔ وقت سے پہلے اذان نہ کہی جائے کیونکہ اذان کا مقصد نماز کا وقت شروع ہونے کی اطلاع دینا ہے جو وقت سے پہلے اذان دینے سے حاصل نہیں ہوتا۔ نیز اس سے سننے والے کو نماز کے وقت میں مغالطہ پڑجاتا ہے۔ اگر صبح کی اذان صبح صادق سے قبل ہوجائے تو جائز ہے تاکہ لوگ پہلے بیدار ہوکر نماز کی تیاری کرلیں۔ لیکن ایسی صورت میں ضروری ہے کہ طلوع فجر کے وقت ایک اور اذان دی جائے تاکہ لوگوں کو نماز، روزے کے وقت کا علم ہوجائے۔

(10)۔ موذن کی اذان کا جواب دینا مسنون ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ جو کلمہ موذن کہے، سننے والا بھی جواب میں وہی کلمہ دہرائے لیکن "حی علی الصلاۃ" اور "حی علی الفلاح" کے

جواب میں "لاحول ولاقوۃ الاباللہ" کہے۔[17]

جب موذن اذان دے کر فارغ ہوجائے تو موذن اور سننے والا (دونوں) درود شریف پڑھیں اور پھر یہ دعا پڑھیں:

"اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ"

"اے اللہ! اسے اس مکمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص تقرب اور خاص فضیلت عطا فرما اور انھیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔"[18]

(11)۔جب اذان ہوجائے تب مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں، البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو یا واپس آجانے کی نیت ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(12)۔اذان کے ابتدائی کلمات سنتے ہی کسی بیٹھے ہوئے شخص کا فوراً کھڑے ہوجانا درست نہیں کیونکہ اس سے شیطان سے مشابہت ہوتی ہے بلکہ وہ آرام سے اذان سنے اور اس کا جواب دے کر مسجد کا رخ کرے اور تمام مصروفیات ترک کردے۔[19]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فِى بُيوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرفَعَ وَيُذكَرَ فيهَا اسمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فيها بِالغُدُوِّ وَالءاصالِ ﴿٣٦﴾ رِجالٌ لا تُلهيهِم تِجـٰرَةٌ وَلا بَيعٌ عَن ذِكرِ اللَّهِ وَإِقامِ الصَّلوٰةِ وَإيتاءِ الزَّكوٰةِ يَخافونَ يَومًا تَتَقَلَّبُ فيهِ القُلوبُ وَالأَبصـٰرُ ﴿٣٧﴾ ... سورة النور

"ان گھروں میں جن کے بلند کرنے، اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ایسے لوگ جنھیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہوجائیں گی"[20]

---

[1]۔ صحیح البخاری الصلاۃ باب کیف فرضت الصلاۃ فی الاسراء حدیث 349 و صحیح مسلم الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 162۔

[2]۔النساء:4/103۔

[3]۔البینۃ98/5۔

[4]۔ابراہیم14/31۔

[5]۔الروم30/17۔18۔

[6]۔طہٰ20/14۔

[7]۔ صحیح مسلم المساجد باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ۔حدیث684۔

[8]۔الانعام6/160۔

[9]۔ صحیح مسلم الحج باب صحۃ حج الصبی واجر من حج بہ حدیث1336۔

[10]۔ سنن ابی داود الصلاۃ باب متی یومر الغلام بالصلاۃ حدیث 495 ومسند احمد 2/187 واللفظ لہ۔

[11]۔ النساء: 4/103۔

[12]۔ التغابن 64/16

[13]۔ صحیح مسلم الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ حدیث 82 وسنن ابی داود السنۃ باب فی رد الارجاء حدیث 4678 واللفظ لہ۔

[14]۔ الجمعۃ 9/62۔

[15]۔ المائدۃ 5/58۔

[16]۔ صحیح مسلم الصلاۃ باب فضل الاذان وھرب الشیطان عند سماعہ حدیث 387۔

[17]۔ صحیح مسلم الصلاۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن۔۔۔حدیث 385۔

[18]۔ صحیح البخاری الاذان باب الدعاء عند النداء حدیث 614۔

[19]۔ اذان سنتے ہی اٹھنے اور بھاگنے میں مسلمان اور شیطان میں فرق ہے۔ پہلا مسجد کی طرف نماز ادا کرنے کے لیے اٹھنا اور بھاگنا ہے جبکہ دوسرا اس کے بر عکس ہے، لہذا تشبیہ محل نظر ہے۔ (صارم)

[20]۔ النور۔ 24/36۔37۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

نماز کے احکام ومسائل: جلد 01: صفحہ 81